69931- گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہونے کا معنی

سوال

کیا یہ صحیح ہے کہ میت کے گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے ؟
میت کا کیا گناہ ہے کہ کسی دوسرے کے فعل کی سزا میت کو دی جاتی ہے ؟

پسندیدہ جواب

جی ہاں اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث ملتی ہیں، اور یہ کسی دوسرے کے گناہ کی میت کو سزا نہیں جیسا کہ ذیل میں بیان کا جا رہا ہے.

اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ احادیث فرمائی ہوں، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ ان احادیث کا درج ذیل فرمان باری تعالی سے تعارض ہے :

فرمان باری تعالی ہے :

.{اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگا}. الانعام (164).

ذیل میں اس کے متعلق وارد شدہ بعض احادیث اور ان کا وہ صحیح معنی جو اس آیت کے ساتھ معارض نہیں بیان کیا جاتا ہے، اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے اعتراض کا علما کی طرف سے جواب بھی پیش خدمت ہے.

بخاری اور مسلم میں مغیرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا :

"جس شخص پر نوحہ کیا گیا اسے اس نوحہ کی وجہ سے عذاب دیا جائیگا"

اور مسلم کی روایت میں درج ذیل الفاظ زائد ہیں :

"روز قیامت"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1291) صحیح مسلم حدیث نمبر (933).

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث مروی ہے وہ اپنے باپ عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"میت کو قبر میں اس پر کیے گئے نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1292) صحیح مسلم حدیث نمبر (927)

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور ایک روایت میں "اس کی قبر کے" الفاظ بھی ثابت ہیں، اور ایک روایت میں یہ الفاظ محذوف ہیں" اھ

ابن ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی مکہ میں فوت ہوگئی اور ہم اس کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے گئے، اور وہاں ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے اور میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا کہ گھر سے آواز آنے لگی تو ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے عمرو بن عثمان کو کہا : کیا تم رونے سے منع نہیں کرتے ؟

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"یقینا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی بنا پر عذاب دیا جاتا ہے"

تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا : عمر رضی اللہ تعالی عنہ بھی یہ بات کیا کرتے تھے، پھر انہوں نے بیان کیا کہ :

..... جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو خنجر سے زخمی کیا گیا تو صہیب روتے ہوئے ان کے پاس آئے اور وہ یہ کلمات کہہ رہے تھے : ہائے میرے بھائی، ہائے میرے دوست! تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ اسے کہنے لگے : اے صہیب کیا تم مجھ پر رو رہے اور حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"یقینا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1288) صحیح مسلم حدیث نمبر (929).

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ :

جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ وفات پا گئے تو میں نے اس کا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ذکر کیا تو وہ فرمانے لگیں :

اللہ تعالی عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، اللہ کی قسم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ :

"یقینا مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے"

لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"یقینا اللہ تعالی کافر کو اس کے گھر والوں کے رونے کی بنا پر زیادہ عذاب دیتا ہے"

اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا : آپ کے لیے قرآن کافی ہے :

{اور کوئی بھی کسی دوسرے شخص کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگا}.

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں :

اللہ کی قسم ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے کچھ بھی نہ کہا.

اور ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں : مجھ سے قاسم بن محمد نے بیان کیا جب عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو عمر اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے قول کی خبر ہوئی تو وہ کہنے لگیں :

"تم لوگ مجھے ان دونوں سے حدیث بیان کر رہے ہو جو دونوں جھوٹے نہیں، اور نہ ہی جھٹلائے جاتے ہیں، لیکن سننے میں غلطی ہو سکتی ہے "

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

قولہ : (ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے کچھ بھی نہ کہا)

ان کا سکوت اقرار پر دلالت نہیں کرتا، ہو سکتا ہے انہوں نے وہاں جدال اور بحث کرنی ناپسند کی ہو.

امام مسلم رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا عمر رضی اللہ تعالی عنہ پر رونے لگیں تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے :

میری بیٹی ٹھرو! کیا تجھے علم نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"یقینا میت کو اس کے اہل و عیال کے رونے کی بنا پر عذاب دیا جاتا ہے " ؟

صحیح مسلم حدیث نمبر (927).

تو یہ احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین صحابی عمر، ابن عمر، اور مغیرہ رضی اللہ تعالی عنہم بیان کرتے ہیں، اور ان احادیث میں میت کے گھر والوں کے رونے کی بنا میت کو عذاب دیے جانے کا بیان ہوا ہے.

یہاں چند ایک مسائل بیان کیے جاتے ہیں :

پہلا مسئلہ :

علماء کرام کا اتفاق ہے کہ ان احادیث سے مطلقا رونا مراد نہیں، بلکہ یہاں رونے سے مراد نوحہ کرنا اور بلند آواز سے رونا ہے.

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"سب علماء اپنا مسلک مختلف ہونے کے باوجود اس پر متفق ہیں کہ یہاں رونے سے مراد آواز کے ساتھ رونا اور نوحہ کرنا مراد ہے، نہ کہ صرف آنکھوں سے آنسو بہانا" انتہی

دوسرا مسئلہ :

رہا مسئلہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا ان احادیث کو تسلیم نہ کرنا اور انہیں رد کرنا تو یہ ان کا اجتھاد ہے، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ عمر اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو وہم ہوا اور غلطی ہوئی ہے، اور یہ احادیث درج ذیل فرمان باری تعالی کے معارض ہیں :

.{اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگا}.الانعام (164).

قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا انکار کرنا اور راوی پر غلطی اور بھولنے کا حکم لگانا، یا یہ کہ اس نے کلام کا بعض حصہ سنا ہے اور باقی حصہ نہیں سنا، یہ بعید ہے، کیونکہ صحابہ کرام میں سے اس معنی کو روایت کرنے والے بہت ہیں، اور وہ بالجزم روایت کرتے ہیں، تو اس کی نفی کوئی وجہ اور گنجائش نہیں، اور پھر اس کو صحیح چیز پر محمول کرنا بھی ممکن ہے" انتہی.

اور اگر یہ کہا جائے کہ: عائشہ رضی اللہ تعالی نے قسم اٹھا کر حلفا یہ کیسے کہہ دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ:

انہوں نے اپنے غالب گمان کی بنا پر قسم اٹھائی اور ان کا یہ گمان تھا کہ عمر اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو وہم ہوا ہے، اور ظن غالب کی بنا پر حلف اٹھانا جائز ہے، امام نووی رحمہ اللہ کا قول اس جیسا ہی ہے.

تیسرا مسئلہ:

ان احادیث اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جس آیت "اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگا" سے استدلال کیا ہے اس کے درمیان جمع اور تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ: ان دونوں کے درمیان تعارض ہے ہی نہیں.

حدیث کی توجیہ اور آیت کے ساتھ عدم تعارض کے متعلق علماء کرام کا طریقہ مختلف ہے، اور اس میں ان کے کئی ایک طریقے ہیں:

پہلا طریقہ:

امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اگر تو میت کی سنت اور طریقہ ہو اور اس نے اپنی زندگی میں رونے کا اقرار کیا تو اس بنا پر اسے عذاب ہوگا، اور اگر اس کا یہ طریقہ اور سنت نہ تھی تو پھر اسے عذاب نہیں ہوگا، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھتے ہوئے کہا ہے:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: "میت کو اس کے گھر والے کے رونے کی بنا پر عذاب دیا جاتا ہے" جبکہ اس کی سنت یعنی اس کے طریقہ اور عادت میں نوحہ کرنا شامل ہو کے متعلق باب"

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"تو اس طرح معنی یہ ہوا کہ: گھر والوں کے رونے سے عذاب اس وقت ہوگا جب میت ایسا کرنے پر راضی ہو، وہ اس طرح کہ زندگی میں اس کا یہی طریقہ تھا الخ اور اسی لیے مصنف کا کہنا ہے "اور اگر اس کا طریقہ نہ ہو تو" یعنی جس کو اس کا شعور بھی نہ ہو کہ وہ اس کے ساتھ ایسا کرینگے، یا اس نے اپنا فرض پورا کرتے ہوئے انہیں ایسا کرنے سے منع بھی کیا تھا، تو کسی دوسرے کے فعل کی بنا پر اس شخص کا مواخذہ نہیں ہوگا.

اور اسی بنا پر ابن مبارک رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

جب وہ اپنی زندگی میں انہیں ایسا کرنے سے منع کرتا رہا، اور اس کی وفات کے بعد اس کے گھر والوں نے اس میں سے کچھ کر لیا تو میت پر کوئی وبال نہیں ہوگا" انتہی.

دوسرا طریقہ :

امام نووی رحمہ اللہ نے اسے جمہور علماء کی طرف منسوب کیا اور اسے صحیح کہا ہے، کہ اس حدیث کو اس شخص پر محمول کیا جائیگا جس نے موت کے بعد رونے اور نوحہ کرنے کی وصیت کی ہو، اور اس کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اس کے اہل و عیال ایسا کریں، تو اس میت کو گھر والوں کے رونے اور نوحہ کرنے کی بنا پر عذاب دیا جائیگا، کیونکہ اس کا سبب وہ خود ہے، اور یہ اس کی جانب منسوب ہے، لیکن جس میت کے گھر والے اس کی وصیت کے بغیر ہی روئیں اور نوحہ کریں تو اس بنا پر اسے عذاب نہیں دیا جائیگا کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اور کوئی بھی شخص کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائيگا}.

جمہور علماء کا کہنا ہے : عرب کی عادت میں شامل تھا کہ وہ وصیت کرتے کہ مرنے کے بعد اس پر نوحہ کیا جائے اور رویا جائے، عربی شاعر طرفہ بن عبد کا اسی کے متعلق قول ہے :

جب میں مرجاؤں تو تم مجھ پر اس طرح نوحہ کرنا اور رونا جس کا میں اہل ہوں، اور اے معبد کی بیٹی تم مجھ پر اپنا گریبان چاک کرنا.

ان کا کہنا ہے :

تو اس طرح یہ مطلق حدیث نکل جائیگی اور اسے ان کی عادت پر محمول کیا جائیگا.

تیسرا طریقہ :

یہ اس شخص پر محمول ہوگی جس نے رونے اور نوحہ کرنے کی وصیت کی ہو، یا پھر نوحہ نہ کرنے اور نہ رونے کی کوئی وصیت نہ کی ہو.

جس شخص نے ان دونوں کاموں کو ترک کرنے کی وصیت کی ہو تو اسے ان دونوں عملوں کی بنا پر عذاب اس لیے نہیں دیا جائیگا کہ اس کا اس میں کوئی دخل ہی نہیں، اور نہ ہی اس نے اس میں کوئی کوتاہی کی ہے، اس قول کا ماحاصل یہ ہوا کہ : ان دونوں کاموں کو ترک کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے، اور جس نے بھی ان دونوں کاموں سے سستی برتی اور نہ روکا اسے عذاب دیا جائیگا، داود اور ایک گروہ کا قول یہی ہے.

چوتھا طریقہ :

ایک گروہ کا کہنا ہے : ان احادیث کا معنی یہ ہے کہ : وہ لوگ میت پر نوحہ کرتے اور مرثیہ خوانی کرتے ہوئے اپنے گمان میں اس کے اوصاف اور محاسن بیان کرتے جو شریعت اسلامیہ میں قبیح شمائل اور اوصاف شمار ہوتے ہیں جن کی بنا پر انہیں عذاب دیا جاتا ہے.

تو "اس کے گھر والوں کے رونے کی بنا پر اسے عذاب دیا جاتا ہے" کا معنی یہ ہوا : یعنی جس کے ساتھ اس کے اہل و عیال روتے تھے اس کی نظیر کے ساتھ.

ابن حزم رحمہ اللہ اور ایک گروہ کا اختیار یہی ہے.

تو وہ لوگ اس میت نے اپنی ریاست اور سرداری میں جو ظلم و ستم کیا ہوتا اس کو خوبیاں سمجھ کر میت پر روتے، اور اس شجاعت پر بین کرتے جو اس نے غیر اللہ کے لیے صرف کی تھی، اور اس جود و سخاوت کو بیان کرتے جو اس نے حق میں خرچ نہیں کی بلکہ ناحق جگہ میں صرف کی، تو اس کے اہل و عیال اس فخریہ کاموں پر روتے اور اسے ان کی بنا پر عذاب سے دوچار ہونا پڑتا.

پانچواں طریقہ:

تعذیب یعنی عذاب دینے کا معنی یہ ہے کہ: اہل وعیال کے اس پر رونے کی بنا پر فرشتے اس کی توبیخ کرتے ہیں، جیسا کہ ابن ماجہ کی درج ذیل روایت میں بیان ہوا ہے:

اسید بن ابو اسید موسی بن ابو موسی اشعری سے بیان کرتے ہیں اور موسی اپنی باپ ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"زندہ کے رونے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے، جب زندہ کہتے ہیں ہائے میرے بازو، ہائے میرے پہنانے والے، ہائے میری مدد کرنے والے، ہائے میرے پہاڑ، اور اس طرح کے جملے تو اسے شدت سے کھینچ کر کہا جاتا ہے تو اس طرح تھا؟ تو ایسا تھا؟"

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1594).

اسید رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے کہا: سبحان اللہ! اللہ تعالی تو یہ فرماتا ہے:

.{اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائے گا}.

تو وہ کہنے لگے: تیرے لیے افسوس! میں تجھے بتا رہا ہوں کہ مجھے ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی ہے، تو کیا تیرے خیال میں ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جھوٹ باندھا ہے؟!

یا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ پر جھوٹ بولا ہے؟!

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1594) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابن ماجہ میں حسن قرار دیا ہے.

اور سنن ترمذی کی روایت میں درج ذیل الفاظ ہیں:

"کوئی بھی میت فوت ہوتی ہے تو اس پر رونے والا شخص روتا ہوا یہ کہتا ہے ہائے میرے پہاڑ، ہائے میرے سردار، یا اس طرح کی کوئی اور کلام تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیے جاتے ہیں جو اسے دھکے دیتے اور مارتے اور کہتے ہیں کیا تو اس طرح کا تھا؟"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1003) علامہ البانیر حمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اس حدیث کا شاہد صحیح بخاری میں بھی ملتا ہے، نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں:

"عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کی بہن نے رونا شروع کر دیا اور کہنے لگی: ہائے میرے پہاڑ اور اسی طرح اس نے کئی اور بھی صفات شمار کی اور جب انہیں ہوش آیا تو وہ کہنے لگے: تو نے جو کچھ بھی کہا تو مجھے یہ کہا گیا کیا تو اس طرح کا تھا؟! اور جب وہ فوت ہوئے تو پھر ان کی بہن ان پر نہیں روئی"

چھٹا طریقہ:

تعذیب یعنی میت کو عذاب دینے کا معنی یہ ہے کہ میت کے گھر والوں کی طرف سے نوحہ وغیرہ کرنے پر میت کو تکلیف ہوتی ہے، متقدمین میں سے یہ ابن ابی جعفر کا اختیار ہے، اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اسے راجح کہا ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور متاخرین کی ایک جماعت نے اس کی نصرت و تائید کی ہے.

اوراس کا شاہد انہوں نے قیلہ بنت مخرمہ کی حدیث کو بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے بیٹے پر رونے سے منع کرتے ہوئے فرمایا تھا :

"کیا تم پر غلبہ پا لیا جاتا ہے کہ تم میں کوئی ایک اپنے ساتھی کے ساتھ دنیا میں اچھا اور بہتر سلوک کرے، اور جب وہ مرجائے تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم میں سے کوئی ایک روتا ہے تو اپنے ساتھی پر آنسو بہاتا ہے، تو اے اللہ کے بندو اپنے فوت شدگان کو عذاب سے دوچار مت کرو"

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں : اس کی سند حسن ہے، اور ھیثمی نے اس کے رجال کو ثقات کہا ہے.

اس حدیث کے متعلق جو اقوال کہے گئے ہیں ان میں سے یہ آخری قول سب سے بہتر اور اولی ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

کیا میت کے گھر والوں کے رونے سے میت کو اذیت و تکلیف ہوتی ہے ؟

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا جواب تھا :

اس مسئلہ میں علماء سلف اور خلف میں نزاع اور اختلاف چلا آ رہا ہے :

اور صحیح یہ ہے کہ : میت پر رونے سے میت کو اذیت و تکلیف ہوتی ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں ثابت ہے..... پھر ان میں سے بعض احادیث ذکر کرنے کے بعد کہا ہے :

سلف اور خلف میں سے کئی گروہوں نے اس کا انکار کیا ہے، اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ کسی دوسرے کے گناہ کی بنا پر انسان کو عذاب سے دوچار ہونے کے باب میں سے اور درج ذیل فرمان باری تعالی کے بھی مخالف ہے :

.{اور کوئی جان کسی دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگی}.

پھر ان صحیح احادیث کی توجیہ میں کئی ایک طریقے ہیں ان میں سے کچھ تو وہ جنہوں نے احادیث کے راویوں مثلا عمر بن خطاب وغیرہ کو غلطی لگنے کا کہتے ہیں، یہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا طریقہ ہے.

اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے اسے اس پر محمول کیا ہے کہ جو شخص ایسا کرنے کی وصیت کریگا تو اسے اس وصیت کی بنا پر عذاب ہوگا، یہ ایک گروہ مثلا المزنی وغیرہ کا قول ہے.

اور اس میں کچھ وہ بھی ہیں جنہوں نے اسے اس پر محمول کیا ہے کہ جب ان کی یہ عادت میں شامل ہو تو اس منکر کام سے منع نہ کرنے کی بنا پر میت کو عذاب ہوگا کیونکہ اس نے نہی عن المنکر کا کام نہیں کیا، یہ ایک گروہ کا اختیار جن میں میرے دادا ابو البرکات شامل ہیں.

اور یہ سب اقوال بہت ہی زیادہ ضعیف ہیں، اور اس کے مقابلہ میں احادیث صحیح اور صریح ہیں جنہیں عمر بن خطاب اور ان کے بیٹے عبداللہ بن عمر اور ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہم وغیرہ جیسے صحابی روایت کرنے والے ہیں، جن کی روایت کو رد نہیں کیا جا سکتا.

اور جن لوگوں نے ان احادیث کو اس کے مقتضا پر رکھا اور اقرار کیا ہے ان میں سے بعض کا گمان ہے کہ یہ کسی دوسرے کے گناہ کی بنا پر سزا کے باب میں سے ہے، اور یقینا اللہ تعالی جو چاہتا ہے کرتا اور جو چاہے حکم کرتا ہے، ان کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالی کسی دوسرے کے گناہ کی بنا پر اسے سزا دے گا...

حالانکہ اللہ تعالی تو کسی شخص کو بھی آخرت میں کسی دوسرے کی بنا پر عذاب نہیں دیگا، بلکہ اس کے اپنے گناہوں کی سزا ہے ملے گی.

{اور کوئی جان بھی کسی دوسری کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگی}.

اور رہا مسئلہ میت پر اس کے اہل وعیال کے رونے سے میت کو عذاب دینے کا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ :

"میت کو اس کے اہل وعیال کے اس میت پر رونے کی سزا دی جائیگی"

بلکہ یہ فرمایا کہ :

"اسے عذاب دیا جاتا"

اور عذاب عقاب اور سزا سے بھی عام ہے، کیونکہ عذاب الم اور تکلیف ہے، اور جس کسی کو بھی کسی سبب کی بنا پر الم اور تکلیف پہنچے تو وہ اس کے لیے اس سبب کی سزا نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، وہ تم میں ایک کو اس کے کھانے اور پینے سے روک دیتا ہے"

تو یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کو عذاب قرار دیا ہے اور یہ کسی گناہ کی سزا نہیں، اور پھر انسان کو کئی مکروہ اور ناپسندیدہ امور جسے وہ محسوس کرتا ہے مثلا ہولناک آواز، اور گندی اور خبیث روحیں اور قبیح وگندی تصاویر کی بنا پر عذاب اور تکلیف سے دوچار ہوتا ہے، اسے اس آواز کو سن کر تکلیف ہوتی ہے، اور اسے سونگھ کر تکلیف ہوتی ہے، اور کسی چیز کو دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے، اور یہ سب اس کے عمل نہیں جس پر اسے سزا ہو، تو پھر وہ یہ کیسے انکار کرتا ہے کہ میت کو نوحہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے، اور اگر نوحہ اس کا عمل بھی نہ ہو تو بھی اسے تکلیف اور سزا ہوگی ؟

اور ہر نوحہ کرنے والے پر ہر حکم نہیں لگا سکتے کہ اسے اس کی بنا پر عذاب ہوگا :

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں :

پھر نوحہ کرنا عذاب ہونے کا سبب ہے، اور بعض اوقات حکم اس کے معارض سبب کی بنا پر ختم ہوجاتا ہے، تو ہوسکتا ہے میت میں ایسی قوت تکریم ہو جو اس سے اس تکلیف اور عذاب کو دور کردے.

اور مومن کو اس کے اہل وعیال کے رونے کی بنا پر جو عذاب اور تکلیف ہوتی ہے وہ من جملہ ان تکلیفوں اور سختیوں میں شامل ہے جس کی بنا پر مومن کے گناہ جھڑتے ہیں اور اللہ تعالی اس کی بنا پر اس کے گناہ ختم کردیتا ہے.

لیکن کافر شخص کو تو اس کی بنا پر اور بھی زیادہ عذاب ہوتا ہے، تو اس طرح اس کے لیے الم وتکلیف اور سزا دونوں اکٹھی کردی جاتی ہیں، اور اس کے گھر والوں کے رونے پر اس کو عذاب اور تکلیف لامحالہ ہونی ہے.

پھر شیخ الاسلام کہتے ہیں :

اور مومن شخص کو جو کچھ دنیا اور برزخ اور روز قیامت جو تکلیف ہوتی ہے یہی عذاب ہے ، یقینا اس سے اللہ تعالی اس کے گناہ معاف کریگا جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" مومن شخص کو جو بھی تکلیف آتی ہے ، اور جو غم وحزن آتا ہے اور اذیت ملتی ہے حتی کہ جو کانٹا اسے لگتا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالی اس کے گناہ معاف کرتا ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں : مجموع فتاوی الکبری (364/34).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال کیا گیا :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان کا معنی کیا ہے ؟

" یقینا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے "

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

" اس کا معنی یہ ہے کہ :

جب میت کے اہل وعیال میت پر روتے ہیں تو اسے اس کا علم ہوتا اور اس سے اسے تکلیف ہوتی ہے ، اس کا معنی یہ نہیں کہ اللہ تعالی میت کو اس کی سزا دیتا ہے ، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{کوئی بھی جان کسی دوسری جان کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائیگی}..

عذاب سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسے سزا ہوتی ہے ، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

" سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے "

حالانکہ سفر کوئی سزا نہیں ، لیکن اس سے انسان کو تکلیف ہوتی ہے اور تھک جاتا ہے ، تو اسی طرح جب میت کے اہل وعیال میت پر روتے ہیں اسے اس سے تکلیف ہوتی ہے اور وہ تھک جاتا ہے ، اگرچہ یہ اللہ تعالی کی جانب سے اسے سزا نہیں ہے .

حدیث کی یہ شرح واضح اور صریح ہے ، اور اس پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوسکتا ، اور نہ ہی اس شرح میں یہ ضرورت ہے کہ کہا جائے کہ یہ اس شخص کے متعلق ہے جو نوحہ کرنے کی وصیت کرے ، یا پھر اس شخص کے متعلق ہے جن کی عادت نوحہ کرنا ہو ، اور وہ مرتے وقت انہیں نوحہ کرنے سے منع نہ کرے ، بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں :

انسان کو کسی چیز کے ساتھ عذاب ہوتا ہے لیکن اسے اس سے کوئی ضرر بھی نہیں پہنچتا " انتہی .

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (408/17).

مزید تفصیل کے لیے آپ فتح الباری (3/180–185) کا بھی مطالعہ کریں.

واللہ اعلم.